ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ مولانا کے علاوہ اردو زبان کے اور بھی نامور ادیب اور انشا پرداز ہیں جنھوں نے "فسانۂ آزاد" کی طرح زبان کی خاطر اسے بار بار پڑھا اور لطف لیا ہے۔ چوتھی کتاب مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو برسوں تک "دلگداز" میں "لکھنؤ" پر شائع ہوتے رہے تھے۔ مولانا اردو زبان کے بلند پایہ ادیب انشا پرداز اور ناول نویس تھے۔ منظر نگاری اور خاکہ نویسی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔ ساتھ ہی مورخ بھی تھے۔ لکھنؤ ان کا وطن تھا۔ اس کا عروج و زوال انھوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اس لیے لکھنؤ کی سرگذشت لکھنے کا حق ان کے سوا اور کس کو ہوسکتا تھا۔ چنانچہ انھوں نے لکھی اور حق یہ ہے کہ حق ادا کردیا۔ لکھنؤ کی تاریخ۔ یہاں کے بادشاہ نوابین اور امراء۔ لکھنؤ کا معاشرہ، اس کے مختلف طبقات، ان کی بول چال، مشاغل، سیر و تفریح رسم و رواج۔ عادات و خصائل، ان کی وضع قطع، لکھنؤ کے میلے ٹھیلے، کھیل کود، پیشے، عمارتیں، اور باغات، شعر و موسیقی، علم و فن، یہاں کی سواریاں، غرض کہ وہ چیزیں جو لکھنؤ کا طغرائے امتیاز اور نشان اعتبار تھیں ان میں سے کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ لکھنؤ اب مٹ گیا لیکن یہ کتاب گرد کارواں کی طرح ہمیشہ اس قافلۂ گم شدہ کی نشاندہی کرتی رہے گی۔ ادب اور تاریخ کا ایسا حسین امتزاج کم ہی نظر آتا ہے۔ اردو زبان کے مشہور ادیب اور محقق رشید حسن خاں صاحب نے اس پر پُر مغز مفید اور مفصل مقدمہ لکھا ہے۔